السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

"أَوَّلُ مَايُحَاسَبُ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلاةُ، فَإِنْ صَلَحَتْ صَلَحَ سَائِرُ عَمَلِهِ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَسَدَ سَائِرُ عَمَلِهِ"

کہ قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے نماز کا حساب کیا جائے گا۔ اگر نماز درست ہوئی تو اس کے سب عمل درست ہوں گے اور اگر نماز ناقص ہوئی تو اس کے تمام اعمال ناقص شمار ہوں گے۔ تو کیا اس کا مفہوم یہ ہے '' کہ جس نے سستی کی وجہ سے نماز نہ پڑھی اس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا ہے؟ (فتاویٰ المدینہ

---

## الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

میں اس حدیث سے یہ نہیں سمجھتا کہ یہ کفر خارج عن الملۃ ہے۔ کیونکہ قرآن وحدیث میں جہاں جہاں کفر کا ذکر آیا، اس سے مراد مرتد کرنے والا کفر نہیں ہے بلکہ کفر کی قسمیں ہیں۔ ایک کفر اعتقادی دوسرا کفر عملی ہے، اور اس کفر کی تقسیم ممکن ہے، کفر قلبی اور کفر لفظی میں۔

کچھ ایسی صریح احادیث ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نے نماز چھوڑی اس نے کفر کیا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ سستی کی وجہ سے نماز چھوڑنے والا ہے کہ جب نماز کے مشروع ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو اور اپنی کوتاہی کا بھی اعتراف کرتا ہو نماز چھوڑنے کی۔ شیطان کا یا انہی خواہش کا پیروکار ہونے کی وجہ سے یا انہی کسی اور مصروفیت کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے لیکن نماز کی مشروعیت کا انکار نہیں کرتا اور دل کے ساتھ ایمان بھی رکھتا ہے لیکن وہ اپنے ایمان کے مطابق عمل نہیں کرتا۔

اس لحاظ سے جس نے نماز چھوڑی گویا کہ کفر والوں کے کام میں شرکت کی، اس عمل میں۔ اس لیے ہم کہتے ہیں یہ کہ اس کا عمل کفر والا عمل ہے۔ یہ صرف اس کی بات نہیں ہے بلکہ بہت سارے اس طرح کے عمل میں مثلاً زنا حرام ہے۔ لیکن کوئی اگر کرے تو وہ اس عمل سے کافر نہیں ہوگا چوری حرام ہے لیکن چور کافر نہیں۔ لیکن بسا اوقات ہمیں کچھ نوجوانوں سے یہ بات سننے میں آتی ہے کہ جو خود دنیا میں بری طرح گھسے ہوئے ہوتے ہیں کہ جی نماز کا دور چلا گیا۔ بالکل اس طرح کا آدمی اسلام سے نکل جاتا ہے۔

دراصل قاعدہ یہ ہے کہ ہم پر واجب ہے کہ ہم اس بات کا عقیدہ رکھیں کہ اسلام کا تعلق عقائد واعمال دونوں کے ساتھ ہے اور عقیدہ اصل چیز ہے عمل اس کا پیروکار ہے۔ اس لیے ہم کہتے ہیں کہ سستی سے نماز کو چھوڑنے والا اس کے باوجود کہ نماز کے وجوب کا عقیدہ رکھتا ہو تو اس کا یہ کفر عملی ہے۔ اس سے مراد نہیں کہ یہ بندہ مرتد ہو گیا اور یہ مسئلہ علماء کے درمیان اختلافی ہے۔

ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تارک الصلاۃ کو جیل میں ڈالا جائے گا یہاں تک کہ توبہ کر لے یا وہیں مر جائے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء فرماتے ہیں کہ تارک الصلاۃ کو نماز کا حکم دیا جائے گا اگر توبہ کر لے اور نماز پڑھے، وگرنہ اسے قتل کر دیا جائے۔ حد کی وجہ سے کفر کی وجہ سے نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کے شخص کو جب لایا جائے گا تو اس پر تلوار سونت لی جائے گی اور کہا جائے گا نماز پڑھ وگرنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ اگر تو اس نے قتل کو توبہ پر ترجیح دی تو اس شخص کو کبھی بھی مسلمان تصور نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ وہ اعتقادی طور پر ہی کافر شمار ہوگا۔ وگرنہ وہ کیسے توبہ پر قتل ہونے کو ترجیح دے سکتا ہے۔ سوال میں جو حدیث مذکور ہے اس کی نسبت سے آپ یہ سمجھ لیں کہ تارک الصلاۃ کے دوسرے اعمال قبول نہیں ہوتے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

## فتاویٰ البانیہ

### ایمان کے مسائل کا بیان وعدہ "وعید" تارک الصلاۃ کا حکم صفحہ: 94

### محدث فتویٰ